از عدالتِ عظمیٰ

میسرز حاجی ایس وی ایم محمد جمال الدین برادران اینڈ کمپنی

بنام

دی گورنمنٹ آف تامل ناڈو

تاریخ فیصلہ: 24 فروری، 1997

[مدن موہن پنچھی اور کے۔ ٹی۔ تھامس، جسٹس صاحبان]

گورنمنٹ گرانٹس ایکٹ، 1895-دفعہ 2 اور 3-گرانٹ-حکومت کی طرف سے دیا گیا لائسنس شامل ہے-لائسنس معاہدے کی شق جس میں حکومت کو یکطرفہ طور پر لائسنس منسوخ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے-قرار پایا کہ: درست-یہاں تک کہ اگر گرانٹ کو پٹہ سمجھا جاتا ہے، تو مذکورہ شق ایکٹ کے تحت محفوظ ہے-اس لیے حکومت یک طرفہ طور پر لائسنس ختم کرنے کی حقدار ہے-اپیل کنندہ نقصانات کا حقدار نہیں ہے۔

بھارتیہ ایزمنٹ ایکٹ، 1952-دفعہ 52، 53، 54-لائسنس کی تعریف-عطیہ دہندہ کی طرف سے دیے گئے حق کی منظوری-"گرانٹ" کے بغیر کوئی لائسنس نہیں بنایا جا سکتا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی پیشکش کی قبولیت کے مطابق، سب سے زیادہ بولی لگانے والے ہونے کے ناطے، حکومت تامل ناڈو اور اپیل کنندہ کے درمیان معاہدوں پر عمل درآمد کیا گیا جس کے مطابق اپیل کنندہ کو ساحلی مقامات سے "چنک شیل" جمع کرنے کا حق تین سال کے لیے دیا گیا تھا۔ معاہدے کی شق 7 نے حکومت کو بغیر کوئی وجہ بتائے کسی بھی وقت یکطرفہ طور پر پٹہ ختم کرنے کا پٹہ دیا۔ اپیل کنندہ نے فروری 1971 میں ماہی گیری کی کارروائیاں شروع کیں، لیکن جون 1971 میں حکومت نے معاہدے کی شق 7 کے مطابق پٹہ ختم کر دی۔ اپیل کنندہ نے ہرجانے کا دعوی کرتے ہوئے مقدمہ دائر کیا، اس بنیاد پر کہ معاہدے نے دراصل زمین کا پٹہ بنایا تھا اور شق، پٹہ دہندہ کو یکطرفہ طور پر پٹہ ختم کرنے کا پٹہ دینا کالعدم اور ناقابل عمل ہے۔ عدالت عالیہ کے سنگل جج

نے فیصلہ دیا کہ لین دین سود کے ساتھ ایک لائسنس تھا اور اس لیے یہ ناقابل تنسیخ تھا اور معاہدے کی شق 7 ناقابل عمل تھی اور اس طرح اپیل کنندہ اپنی طرف سے دعوی کردہ تمام نقصانات کا حقدار تھا۔ دعویٰ کو دعویٰ نامہ کی شرائط کے مطابق ڈگری کیا گیا۔ اپیل میں عدالتِ عالیہ کے ڈویژن بینچ نے ڈگری کو کالعدم قرار دے دیا اور دعویٰ خارج کر دیا، اس بنیاد پر کہ معاہدے کی شق 7، گرانٹس ایکٹ 1895 کی دفعات کے پیش نظر درست اور قابلِ نفاذ ہے، لہٰذا اپیل کنندہ ہرجانہ کا دعویٰ کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ نالاں ہو کر اپیل کنندہ نے یہ موجودہ اپیل دائر کی۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. گورنمنٹ گرانٹس ایکٹ 1895 کے دفعات 2 اور 3 کا مشترکہ اثر یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے کی جانے والی کسی بھی گرانٹ یا زمین کی منتقلی کی شرائط کسی بھی قانونی قانون کے خیمے سے الگ ہوں گی۔ دفعہ 3 اس طرح کی گرانٹ کی شرائط کو کسی بھی نافذ شدہ قانون میں موجود کسی بھی پابندی کے توضیع کی پہنچ سے باہر رکھتا ہے یا یہاں تک کہ عام قانون کے ذریعہ انصاف، مساوات اور نیک ضمیر کے منصفانہ اصولوں کو بھی اگر اس طرح کے اصول اس طرح کی شرائط سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ دونوں توضیعات اس طرح تیار کی گئی ہیں کہ حکومت کو کسی بھی شخص کو حکومت کی طرف سے دی جانے والی ہر قسم کی گرانٹ میں کسی بھی شرط، حد یا پابندی کو نافذ کرنے کے لیے بلا روک ٹوک صوابدید فراہم کی جائے۔ حکومت کے کسی بھی گرانٹی کے حقوق، مراعات اور ذمہ داریوں کو مکمل طور پر گرانٹ کی شرائط کے ذریعے منظم کیا جائے گا، چاہے ایسی شرائط کسی دوسرے قانون کی توضیعات سے مطابقت نہ رکھتی ہوں۔

سورجا کانتا رائے چودھری بنام سیکرٹری آف اسٹیٹ، اے آئی آر (1938) کلکتہ 229 اور رضا حسین خان بنام سید محمد، اے آئی آر (1938) اودھ 175، منظور شدہ۔

ریاست یوپی بنام ظہور احمد، [1974] 1 ایس سی آر 344، پر انحصار کیا۔

2.1. یہ نہیں مانا جا سکتا کہ حکومت اور اپیل کنندہ کے درمیان معاہدے کے ذریعے بنایا گیا لائسنس گرانٹ نہیں ہے اور اس لیے گرانٹ ایکٹ کی توضیعات لاگو نہیں ہو سکتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ لفظ 'گرانٹ' کی تعریف گرانٹس ایکٹ میں نہیں کی گئی ہے، لیکن یہ بالکل واضح ہے کہ یہ لفظ ایکٹ میں اس کے ایٹمیولوجیکل معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور اس وجہ سے اس کی وسیع تر اہمیت ہونی چاہیے۔ یہ حکومت کی طرف سے کسی بھی شخص کو دی گئی ہر چیز کو اپنے اندر شامل کر سکتا ہے۔ بھارتیہ

ایزمنٹ ایکٹ کی دفعات 52، 53 اور 54 بھی لائسنس کو عطا کنندہ کی طرف سے دیے گئے حق کی گرانٹ کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ عام معنوں میں گرانٹ کے بغیر کوئی لائسنس نہیں بنایا جا سکتا۔ اس طرح وہ لائسنس جو اپیل کنندہ نے معاہدے کی بنیاد پر حاصل کیا ہے بلاشبہ گرانٹس ایکٹ میں تصور کردہ 'گرانٹ' کے دائرے میں آتا ہے۔

محسن علی بنام ریاست ایم پی، [1975]2 ایس سی سی 122، پر انحصار کیا۔

بلیکز لاڈکشنری، ایرجوئٹز ڈکشنری آف انگلش لا کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2.2. یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ معاہدہ زمین کا پٹہ تھا، پھر بھی اپیل کنندہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ حکومت کی طرف سے دی گئی پٹہ بھی ایکٹ کے دفعات 2 اور 3 میں تصور کردہ تحفظ کے تحت آتی ہے۔ لہذا، اپیل کنندہ معاہدے کی شق 7 کو نظر انداز نہیں کر سکتا جس کے تحت اس نے "چنک شیلز" جمع کرنے کا حق حاصل کیا تھا۔ مذکورہ شق حکومت کو یکطرفہ طور پر انتظام ختم کرنے یا بغیر کوئی وجہ بتائے گرانٹ منسوخ کرنے کا کافی اختیار دیتی ہے۔ مذکورہ شق درست ہے اور اسے حکومت کسی بھی وقت نافذ کر سکتی ہے اور اس لیے معاہدے کو منسوخ کرنے میں حکومت کی کارروائی درست تھی۔ لہذا اپیل کنندہ نقصانات کا حقدار نہیں ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 8547، سال 1983۔

O. S. A. نمبر 2، سال 1979 میں مدراس عدالت عالیہ کے مورخہ 12.4.82 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے سیوا سبرامنیم، ای ایم ایس انم، فضل انم۔

مدعا علیہ کی طرف سے بنام کرشنا مورتی اور بنام راما سبرامنین۔

عدالت کا فیصلہ تھامس جسٹس نے سنایا۔

اگر اس کی شرائط فراہم کرتی ہیں تو کیا حکومت یکطرفہ طور پر کسی معاہدے کو منسوخ کر سکتی ہے؟ مدراس عدالتِ عالیہ کے ایک سنگل جج نے قرار دیا ہے کہ معاہدے میں شامل ایسی کوئی بھی شرط، جو معاہدے کی روح سے متصادم ہو، کالعدم اور غیر مؤثر ہے۔ اس طرح کے نتیجے پر واحد جج نے اپیل کنندہ کے حق میں مستقبل کے سود کے ساتھ تقریباً چھتیس لاکھ روپے کی رقم کے لیے

ڈگری دی۔ لیکن اسی عدالت عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ، جس کے سامنے حکومت نے اپیل کی تھی، نے ڈگری کو الٹ دیا اور اپیل کنندہ کے مقدمے کو بنیادی طور پر گورنمنٹ گرانٹس ایکٹ 1895 (مختصر طور پر 'گرانٹس ایکٹ') کی توضیعات کی بنیاد پر خارج کر دیا۔ اپیل کنندہ نے آئین ہند کے آرٹیکل 134A کے تحت عدالت عالیہ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد اس اپیل کو ترجیح دی ہے۔

حقائق، جو تفصیلی تفصیلات سے خالی ہیں لیکن اس اپیل کے لیے ضروری ہیں، درج ذیل ہیں:

اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی پیشکش کی قبولیت کے مطابق، سب سے زیادہ بولی ہونے کی وجہ سے، حکومت تامل ناڈو اور اپیل کنندہ کے درمیان معاہدوں پر عمل درآمد کیا گیا جس کے مطابق تامل ناڈو کے چار مختلف اضلاع میں واقع چار مختلف ساحلی مقامات سے "چنک شیل" جمع کرنے کا حق اپیل کنندہ کو تین سال کی مدت کے لیے دیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے معاہدوں کے لحاظ سے سیکیورٹی ڈپازٹ کے طور پر مطلوبہ رقم حکومت کے پاس جمع کروائی اور چار مختلف مقامات پر ماہی گیری کے کام کو انجام دینے کے لیے کچھ اچھی رقم خرچ کی۔ ماہی گیری کی کارروائیاں 2.2.1971 پر شروع ہوئیں لیکن وہ زیادہ دیر تک جاری نہیں رہیں کیونکہ حکومت اور اپیل کنندہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ 2.6.1971 پر حکومت نے اپیل کنندہ کو ایک مراسلہ بھیجا، جس کا آپریٹو حصہ اس طرح ہے:

"معاہدے کی شق 7 کے مطابق جی او میں مذکور احکامات کی تعمیل میں، مذکورہ بالا علاقے کا پٹہ اس طرح منسوخ کر دیا جاتا ہے اور پٹہ کو 10.6.1971 سے ختم کر دیا جاتا ہے۔

پٹہ مدت کے غیر ختم ہونے والے حصے کے لیے متناسب پٹہ رقم اور مذکورہ ماہی گیری کے سلسلے میں آپ کی طرف سے بھیجی گئی سیکیورٹی ڈپازٹ جلد ہی آپ کو واپس کر دی جائے گی۔

معاہدے کی شق 7، جس کا حوالہ مذکورہ مراسلے میں دیا گیا ہے، اس طرح پڑھتی ہے:

"پٹہ کسی بھی وقت پٹہ دار یا اس کے لیے اور اس کی طرف سے کام کرنے والے محکمہ کے کسی افسر کے ذریعے اس کی کوئی وجہ بتائے بغیر ختم کیے جانے کا بھی جوابدہ ہو گا۔

حکومت نے مراسلہ جاری کرنے کے بعد اپیل کنندہ کو 78,402 روپے کی رقم واپس کر دی جس میں پیشگی ادا کردہ کرایہ کا حصہ اور پہلی بار اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی سیکیورٹی ڈپازٹ بھی شامل ہے۔ اپیل کنندہ نے احتجاج کے تحت مذکورہ رقم وصول کی۔

حکومت کی مذکورہ کارروائی کے لیے ہر جانے کا دعوی کرنے والے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کیے گئے مقدمے میں، اس نے دلیل دی کہ (ط) معاہدے نے درحقیقت زمین کا پٹہ بنایا تھا اور (2) پٹہ دہندہ کو پٹہ ختم کرنے کا پٹہ دینے والی شق کالعدم اور ناقابل عمل ہے کیونکہ یہ معاہدے کے بنیادی حصے کے خلاف ہے۔ اپیل کنندہ نے مزید دعوی کیا کہ چونکہ معاہدے کا خاتمہ اسے سماعت کا موقع فراہم کیے بغیر کیا گیا تھا، اس لیے حکومت کی کارروائی فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی ہے۔ اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ اسے مقدمے کی تاریخ تک سود سمیت ہونے والے نقصان کی وجہ سے روپے 36,44,705 کا نقصان ہوا ہے۔

حکومت نے دعوی کیا کہ معاہدے میں صرف ایک لائسنس بنایا گیا ہے جو عطیہ دہندہ کی مرضی پر منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ حکومت نے وسیع تر مفادِ عامہ میں معاہدے کو منسوخ کرنے کی کارروائی کا دفاع کیا اور معاہدے کو منسوخ کرنے کے لیے اختیارات کے ذریعہ کے طور پر معاہدے کی مذکورہ شق 7 پر انحصار کیا۔ متبادل طور پر یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

فاضل سنگل جج نے پایا کہ لین دین صرف سود کے ساتھ مل کر ایک لائسنس تھا اور اس لیے یہ ناقابل تنسیخ تھا۔ معاہدے کی شق 7 کے حوالے سے واحد جج نے اپیل کنندہ کے اس موقف کو قبول کیا کہ یہ ناقابل نفاذ تھا اور پایا کہ اپیل کنندہ اپنی طرف سے دعوی کردہ تمام نقصانات کا حقدار ہے۔ اس لیے دعویٰ کو دعویٰ نامہ کی شرائط کے مطابق ڈگری کیا گیا۔

جب حکومت کی طرف سے لیٹرز پیٹنٹ اپیل کو ترجیح دی گئی تو مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے مذکورہ ڈگری کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس مقدمے کو مسترد کر دیا کہ معاہدے کی شق 7 گرانٹس ایکٹ کی توضیعات کے پیش نظر درست اور قابل نفاذ ہے اور اس لیے اپیل کنندہ حکومت کی طرف سے کی گئی کارروائی کے لیے ہر جانے کا دعوی کرنے کا حقدار نہیں ہے۔

اگر معاہدے کی شق 7 درست ہے تو یہ معاہدے کے دونوں فریقوں پر پابند ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کے پاس اسے یکطرفہ طور پر منسوخ کرنے کا اختیار تھا اور اس لیے معاہدے کا خاتمہ دوسرے فریق کے ذریعے سوال کیے جانے کا جوابدہ نہیں ہے۔ چونکہ ڈویژن بنچ نے شق 7 کے جواز کو صرف گرانٹس ایکٹ کے مطابق اس کے تحفظ کی وجہ سے برقرار رکھا ہے، ہمیں بنیادی طور پر یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ آیا معاہدے میں اعتراض شدہ شق کو مذکورہ تحفظ حاصل ہے یا نہیں۔

گرانٹس ایکٹ کا دفعہ 2 تمام گرانٹس اور زمین کی تمام منتقلی یا حکومت کی طرف سے اس میں کیے گئے کسی بھی سود کو ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ کی توضیعات کے چیک سے محفوظ رکھتا ہے۔ گرانٹس ایکٹ کا دفعہ 3 اس طرح کی گرانٹ کی شرائط کو کسی دوسرے قانون کی توضیعات سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہم مندرجہ بالا دو توضیعات کو ذیل میں نکالتے ہیں:

دفعہ 2۔ "جائیداد کی منتقلی کا قانون 1882، جو سرکاری گرانٹس پر لاگو نہیں ہو گا۔ ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ 1882 میں موجود کسی بھی چیز کا اطلاق زمین کی کسی گرانٹ یا دوسری منتقلی یا اس میں حکومت کی طرف سے یا اس کی طرف سے کسی بھی شخص کو یا اس کے حق میں کیے جانے والے کسی بھی سود پر نہیں ہو گا، لیکن اس طرح کی ہر گرانٹ اور منتقلی کو اس طرح سمجھا جائے گا جیسے کہ مذکورہ ایکٹ منظور نہیں ہوا تھا۔

"دفعہ 3 "۔ان کی مدت کے مطابق اثر انداز ہونے کے لیے حکومتی گرانٹ:-جیسا کہ مذکورہ بالا کسی بھی طرح کی گرانٹ یا منتقلی میں موجود تمام دفعات، پابندیاں، شرائط اور حدود درست ہوں گی اور ان کی مدت، قانون کی کسی بھی حکمرانی، قانون یا اس کے برعکس وضع قانون کے مطابق اثر ہو گا۔

گرانٹس ایکٹ کے مذکورہ بالا دو دفعات کا مشترکہ اثر یہ ہے کہ کسی بھی گرانٹ کی شرائط یا حکومت کی طرف سے کی گئی زمین کی منتقلی کی شرائط کسی بھی قانونی قانون کے خیمے سے الگ ہوں گی۔ دفعہ 3 اس طرح کی گرانٹ کی شرائط کو کسی بھی نافذ شدہ قانون میں موجود کسی بھی پابندی کے توضیع کی پہنچ سے باہر رکھتا ہے یا یہاں تک کہ عام قانون کے ذریعہ انصاف، مساوات اور نیک ضمیر کے منصفانہ اصولوں کو بھی اگر اس طرح کے اصول اس طرح کی شرائط سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ یہ دونوں توضیعات اس طرح تیار کی گئی ہیں کہ حکومت کسی بھی شخص کو حکومت کی طرف سے دی جانے والی ہر قسم کی گرانٹ میں کسی بھی شرط یا حد یا پابندی کو نافذ کرنے کے لیے حکومت کو بلا روک ٹوک صوابدید فراہم کرے۔ دوسرے لفظوں میں، حکومت کے کسی بھی گرانٹی کے حقوق، مراعات اور ذمہ داریوں کو مکمل طور پر گرانٹ کی شرائط کے ذریعے منظم کیا جائے گا، چاہے ایسی شرائط کسی دوسرے قانون کی توضیعات سے مطابقت نہ رکھتی ہوں۔

مذکورہ قانونی حیثیت کو آئین ہند کے وجود میں آنے سے پہلے بھارت کی عدالتوں نے تسلیم کیا تھا۔ (سورجاکانتارائے چودھری ودیگران بنام سیکرٹری آف اسٹیٹ، اے آئی آر (1938) کلکتہ

229اور رضا حسین خان و دیگران بنام سید محمد و دیگران، اے آئی آر (1938) اودھ 175)۔ آئین کے نافذ ہونے کے بعد بھی یہ حیثیت بر قرار رہی (ریاست یو پی بنام ظہور احمد، [1974] 1 ایس سی آر 344۔

یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ معاہدے سے ظاہر ہونے والا لین دین گرانٹ نہیں بلکہ زمین کا پٹہ تھا۔ اگرچہ اب اپیل کنندہ کے لیے اس طرح دلیل اٹھانا کھلا نہیں ہے (فاضل واحد جج کے واضح نتیجے کے پیش نظر کہ یہ پٹہ نہیں تھا بلکہ سود کے ساتھ صرف ایک لائسنس تھا، جس کے نتیجے کو اپیل کنندہ نے ڈویژن بنچ کے سامنے چیلنج نہیں کیا تھا) یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ ابھی بھی زمین کا پٹہ تھا، اپیل کنندہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ حکومت کی طرف سے دی گئی پٹہ بھی ایکٹ کے دفعات 2 اور 3 میں تصور کردہ تحفظ کے تحت آتی ہے۔

متبادل طور پر، یہ دلیل دی گئی کہ لائسنس پر انسٹرومنٹ کے ذریعے بنائے گئے سود کے ساتھ مل کر گرانٹ نہیں ہے اور اس لیے گرانٹس ایکٹ کی توضیعات لاگو نہیں ہو سکتی ہیں۔

یہ سچ ہے کہ لفظ "گرانٹ" کی تعریف گرانٹس ایکٹ میں نہیں کی گئی ہے لیکن یہ بالکل واضح ہے کہ یہ لفظ ایکٹ میں اس کے اختراعی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور اس لیے اسے اس کی وسیع تر اہمیت حاصل ہونی چاہیے۔ بلیک لاڈکشنری میں، لفظ "گرانٹ" کے معنی دکھائے گئے ہیں (i) عطا کرنا؛ گرانٹ دینے والے شخص یا ادارے کے علاوہ کسی اور کو عطا کرنا؛ (ii) حق یا مراعات کے طور پر دینا یا پیش کرنا۔ (پانچواں ایڈیشن، صفحہ 629)

بھارتیہ ایزمنٹس ایکٹ کے دفعہ 52 میں لائسنس کی تعریف اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ عطا کنندہ کی طرف سے دیے گئے حق کی گرانٹ ہے۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 53 اور دفعہ 54 بھی غیر واضح طور پر لائسنس کی منظوری کا حوالہ دیتی ہے۔ اس طرح عام معنوں میں "گرانٹ" کے بغیر کوئی لائسنس نہیں بنایا جا سکتا۔

محسن علی بنام ریاست ایم پی، [1975] 2 ایس سی سی 122 میں اس عدالت نے کہا کہ "وسیع تر معنوں میں 'گرانٹ' ہر اس چیز کو سمجھ سکتی ہے جو دستاویز کے ذریعے ایک سے دوسرے کو دی جاتی ہے یا منتقل کی جاتی ہے۔ لیکن عام طور پر اس اصطلاح کا اطلاق ولی عہد کے تخلیق کردہ یا منتقل کردہ حقوق پر ہوتا ہے مثال کے طور پر پنشن، پیٹنٹ، چارٹر، فرنچائز کی گرانٹ (ارل جوٹ کی ڈکشنری آف انگلش لا دیکھیں)۔

گرانٹس ایکٹ میں استعمال ہونے والا لفظ "گرانٹ"، اس لیے حکومت کی طرف سے کسی بھی شخص کو دی گئی ہر چیز کو اس میں شامل کر سکتا ہے۔ اس طرح وہ لائسنس جو اپیل کنندہ نے معاہدے کی بنیاد پر حاصل کیا ہے بلاشبہ گرانٹس ایکٹ میں تصور کردہ "گرانٹ" کے دائرے میں آتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ اس دستاویز کی شق 7 کو نظر انداز نہیں کر سکتا جس کے تحت اس نے "چنک شیلز" جمع کرنے کا حق حاصل کیا تھا۔ مذکورہ شق حکومت کو یکطرفہ طور پر انتظام ختم کرنے یا بغیر کسی وجہ بتائے گرانٹ کو منسوخ کرنے کا کافی اختیار دیتی ہے۔ مذکورہ شق درست ہے اور اسے حکومت کسی بھی وقت نافذ کر سکتی ہے اور اس لیے معاہدے کو منسوخ کرنے میں حکومت کی کارروائی درست تھی۔ لہذا، اپیل کنندہ نقصانات کا حقدار نہیں ہے۔

اس لیے ہم اخراجات کے حوالے سے کسی حکم کے بغیر اس اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔